الدُّعا

عبدالرشید ارشد، ریاض[1]، سعودی عرب

دُعا عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز (مخ العبادۃ)۔ قرآن کا آغاز بھی دُعا سے ہوتا ہے، اس کا اختتام بھی ایک دعائی تعلیم پر کیا گیا ہے اور قرآن کے اندر بھی جا بجا انبیاء و صلحا کی دُعائیں بھی مذکور ہیں اور خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست تلقین کردہ دعائیں بھی۔

دُعا انسانی ضرورت بھی ہے۔ دُعا معاش کے لیے بھی، معاد کے لیے بھی، اس دُنیا کے لیے بھی، اور آخرت کے لیے بھی، حصولِ خیر و فلاح کے لیے بھی اور دفعِ شر کے لیے بھی، تغیرِ احوال کے لیے بھی اور تسکینِ دل اور صبر و قناعت کے لیے بھی۔

دُعا کے بارے میں قرآن و حدیث کی تعلیمات کی ایک جھلک اس مضمون میں پیش کی جا رہی ہے۔

ذکر اور دُعا ذکر میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور اس کی صفات کا یقین کرنا، اس کی پہلے کی نوازشات بے حساب پر تشکر اور آئندہ کے لیے اس پر بھروسہ اور توکّل کرنا، عالمِ تکوین اور تاریخ میں آیاتِ الٰہی پر نظر جمانا اور آخرت کے احوال کا تصوّر کرنا وغیرہ اُمور شامل ہیں۔ یہ چیزیں گویا مستقل قرب کا ذریعہ ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے دُعا کرنے والا اس حیثیت میں خدا کے سامنے پیش نہیں ہو رہا ہوتا کہ ضرورت و مصیبت پڑی تو چلے دُعا کرنے کو، اور وقت گذر گیا تو پھر گویا کوئی واسطہ ہی نہیں۔ ذکر ایک مستقل رابطے کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ سے۔ ذکر میں دعا بھی شامل ہوتی ہے اور دُعا میں ذکر۔ دونوں یک جا ہوں تو حقیقی فلاح نصیب ہوتی ہے۔

قرآن میں بیانِ "ذکر" ذکر کی اس اہمیت پر خالق نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ یوں توجہ دلائی ہے:

[1] موصوف اب حال ہی میں ریاض سے جوہرآباد ضلع خوشاب میں منتقل ہو چکے ہیں (ادارہ)

— فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝[۱]

(سو تم مجھے یاد کیا کرو، میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرا احسان ماننا اور ناشکری نہ کرنا)

— .... فَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝[۲]

(.... اور اپنے پروردگار کی کثرت سے یاد اور صبح شام اس کی تسبیح کرنا")

— وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ ..... ۝[۳]

(اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف اور پست آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہنا)۔

— اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝[۴]

(بے شک میں ہی خدا ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری عبادت کیا کرو اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو۔)

— وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ ..... ۝[۵]

(اور جو میری نصیحت (میرے ذکر) سے منہ پھیرے گا اُس کی زندگی (معیشت) تنگ ہو جائے گی اور.....)

— اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ..... ۝[۶]

(کیا ابھی مومنوں کے لیے اس کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور حق میں سے نازل کیے ہوئے سے اُن کے دل ڈریں۔)

— يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

۱۔ البقرہ - ۱۵۲ ۲۔ آل عمران - ۴۱
۳۔ الاعراف - ۲۰۵ ۴۔ طٰہٰ - ۱۴
۵۔ طٰہٰ - ۱۲۴ ۶۔ الحدید - ۱۶

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o [1]

(مومنو! جب جمعے کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو خدا کی یاد (نماز) کے لیے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کر دو، اگر سمجھو، تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بہت بہت یاد کرو تاکہ (فلاح) نجات پاؤ۔

— يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ..... [2]

مومنو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کی یاد سے غافل نہ کر دے ....)

مذکورہ بالا آیات بڑی وضاحت کے ساتھ، ذکر کے مقام اور مفاہیم و معنی کا تعین کرتی ہیں۔ ان آیات کی روشنی میں یہ بات پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس مطلوب ذکر کا متعین طور پر کوئی مخصوص انداز نہیں ہے بلکہ مومن کی زندگی کے صبح و شام کے تمام تر اعمال میں اس کی مقرر کردہ حدود و قیود کی پابندی کرنا، ہر لمحہ اس کے انعامات اور احسانات کو یاد کر کے شکر (زبانی اور عملی) ادا کرنا، نافرمانی کے تصور سے بھی دور بھاگنا اور بدقسمتی سے کچھ سرزد ہو ہی جائے تو سجدے میں سر رکھ کر سچے دل سے نادم ہوتے ہوئے توبہ و استغفار کرنا، حقیقی ذکر ہے۔ ذکر کی تمام دوسری کیفیات، ماسوائے نماز اور زکوٰۃ کے، (ذکر یہ اجتماعی طور پر ہی مطلوب ہیں اور اس طلب کے پیچھے عظیم تر مصلحتیں ہیں) انفرادی ہیں، مگر اس انفرادی ذکر سے شخصیت میں پیدا ہونے والا نکھار اجتماعی معاشرتی زندگی پر ہمہ پہلو اثر انداز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پکا کرنے میں نماز اور زکوٰۃ کے بعد یہی انفرادی ذکر سب سے زیادہ مؤثر بھی ہے اور پسندیدہ بھی، جس سے تقویٰ کی زندگی پیدا ہوتی ہے۔

---

[1] الجمعۃ۔ ۹، ۱۰

[2] المنافقون۔ ۹

○ روزہ و حج میں بھی ذکر اور عبادت کے اجتماعی پہلو موجود ہیں (ترجمان القرآن)

اہل ذکر کے متعلق آیات ربّ العزت نے اپنی کتاب میں "ذاکرین" کا ذکر بھی فرمایا ہے، جنہیں اس نے فلاح یافتہ اور ہدایت یافتہ کے عظیم ترین خطابات سے بھی نوازا ہے ۔ آیئے قرآن کے آئینے میں ذاکرین کو دیکھیں، اس سے کم از کم اپنی حیثیت متعین کرنے میں مدد ملے گی ۔

— وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ..... [1]

(یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں.....)

— الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ [2]

(جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش پر غور کرتے اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے پس تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ سے بچائیو ۔)

— إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ ..... [3]

(مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں......)

— الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ [4]

(جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور جن کے دل یاد خدا سے آرام پاتے ہیں اور سن لو کہ خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں) ۔

---

[1] آل عمران - ۱۳۵
[2] آل عمران - ۱۹۱
[3] الانفال - ۲
[4] الرعد - ۲۸

—— وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝[1]

(اور وہ کہ جب اُن کو خدا کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو اُن پر اندھے بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور و فکر سے سنتے ہیں)۔

—— اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝[2]

(یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُن پر مصیبت پڑتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں)۔

—— ..... وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝[3]

(..... اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے)۔

تارکینِ ذکر کا تذکرہ ذکر اور ذاکرین کے ذکر کے بعد، کتاب اللہ ہی سے غیر ذاکرین یا تارکینِ ذکر کا ذکر کرنا بھی بے موقع اور بے فائدہ نہ ہوگا کہ راہوں کے تعین میں، اسے بھی ہر پہلو سے بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ لیجیے چند مثالیں بھی ملاحظہ فرمایئے:۔

—— ..... وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝[4]

(..... اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل (صرف) لوگوں کو دکھانے کے لیے، اور خدا کو یاد ہی نہیں کرتے، مگر بہت کم)۔

—— وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝[5]

(اور جب اُن کو نصیحت دی جاتی ہے تو نصیحت قبول نہیں کرتے)۔

[1] الفرقان - ۷۳ [2] الحج - ۳۵ [3] الاحزاب - ۳۵ [4] النساء - ۱۴۲
[5] الصّٰفّٰت - ۱۳

—— اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۙ[۱]

(جن لوگوں نے نصیحت کو نہ مانا جب وہ اُن کے پاس آئی ، یہ تو ایک عالی رتبہ کتاب ہے) ۔

دُعا و ذکر کا تعلق دُعا ، ندا ، سوال اور ذکر کے مابین اتنا قریبی اور گہرا تعلق ہے کہ ان کو الگ الگ کرنا محال ہے۔ یہ باہم لازم و ملزوم ہیں ، ہم یہاں مثال کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان پیش کرتے ہیں جو ہماری بات کی بلا واسطہ تائید کرتا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الدعاء اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ[۲] اب یہ جملہ نمایاں طور پر اگر دعا ہے تو ذکر بھی ہے۔ مانگنے ہی کے ضمن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مانگنے والوں میں اعتماد پیدا کرتا ہے یہ کافی ہے کُنْ عَبْدًا رَبَّانِیًّا فَاِنَّكَ اِذَا قُلْتَ یَا رَبِّ قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ لَبَّیْكَ عَبْدِیْ سَلْ تُعْطَ (تو اللہ کا فرمانبردار بن تاکہ جب تو اپنی حاجت کے لیے پکارے تو اللہ تعالیٰ فرمائے ، میرے بندے میں موجود ہوں ، مانگ میں تجھے دوں گا ، یعنی جس سے کچھ لینا ہو اُس کی فرمانبرداری لازمی ہے ، اس پر تو دُنیا کے تجربات بھی شاہد ہیں ۔

ذکر ہی کے عنوان پر چند احادیث بیان کر دینا بھی یقیناً نفع بخش ہو گا ، ہم مختلف کتب حدیث سے ایک گلدستہ ذکر ترتیب دیتے ہیں ۔

—— قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَكَرَنِیْ تَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ[۳]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اللہ تعالیٰ کہتا ہے جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے ، اور میرے ذکر میں اُس کے دونوں ہونٹ ہلتے ہیں تو میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں ۔)

—— قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْكُرُ وَالَّذِیْ لَا یَذْكُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ[۴]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس شخص کی مثال جو اپنے ربّ کو یاد کرتا ہے ...

---

[۱] حٰم سجدہ — ۴۱ [۲] بحوالہ الدعا المستجاب ، احمد عبد الجواد مصری ، صفحہ ۵

[۳] بخاری شریف ، ابوہریرۃ (بحوالہ سفینۂ نجات) [۴] بخاری و مسلم ، ابوموسیٰ اشعری رضی (بحوالہ سفینۂ نجات)

زندہ آدمی کی سی ہے اور اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا وہ مُردہ کی طرح ہے۔

—— قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ اللّٰہُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ، فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ، وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ، وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً۔[1]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا مومن) بندہ میرے بارے میں جیسا یقین رکھتا ہے ویسا ہی مجھے پائے گا، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے تنہائی میں چپکے چپکے یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع (فرشتوں کی محفل) میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف بالشت بھر بڑھتا ہے تو میں اُس کی جانب ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اُس کی طرف چار ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اُس کے قریب دوڑ کر آتا ہوں۔)

دُعا صرف اللہ کے حضور دُعا ہو یا ندا و سوال، اس کے دو متعین پہلو ہیں، مثلاً کسی کو پکار کر یا تو ہم اُسے کچھ بتانا چاہتے ہیں، اُس کی مدد کرنا چاہتے ہیں اور یا بصورتِ دیگر ہم خود مدد و استعانت کے طلب گار ہیں۔ جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ ہم کچھ بتانا چاہیں، یا جن کو پکاریں اُن کی مدد کرنا چاہیں، یہ بڑی ہی بے بنیاد سوچ ہے کہ خالقِ کائنات تو "عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" ہے یعنی دلوں کے اندر کی کیفیات سے باخبر ہے۔ پوری کائنات مل کر بھی اُس کے علم میں ذرّہ برابر اضافہ نہیں کر سکتی، وہ حاجت مند بھی نہیں کہ اُسے کسی چیز کی ضرورت ہو، وہ خود ہر کس و ناکس کو دینے والا ہے۔ اس سے بڑھ کر نہ کوئی داتا ہے، نہ دستگیر، نہ مددگار، نہ قوت والا، نہ حکمت والا، نہ قدرت والا اور نہ ہی انتقام لینے والا۔

---

[1] بخاری و مسلم۔ ابوہریرۃ (بحوالہ سفینۂ نجات)۔

واضح رہے کہ عام لین دین اور دنیوی معاملات کی حد تک انسانوں میں باہمی مدد و استعانت کے بغیر کارگہ حیات میں کام مشکل بن جاتا ہے لہٰذا ایسی صورتوں پر اُس دُعا و ندا اور سوال کا اطلاق نہیں ہوتا جس کی بات ہم کر رہے ہیں، بلکہ یہ جائز و مطلوب صورتیں ہیں۔ اس روزمرہ عمومی باہمی امداد کے روکنے کو اللہ تعالیٰ نے بھی ناپسند فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی۔ (چونکہ یہ ہمارے موضوع سے الگ دوسرا موضوع ہے لہٰذا اس پر مزید کچھ نہیں کہیں گے⊙)۔

(باقی)

⊙ مادّی ضروریات اور مادّی وسائط و وسائل سے ہونے والے کاموں میں ایک آدمی دوسرے سے تعاون یا امداد طلب کر سکتا ہے، اسی کے لیے انسانوں کو انسانوں کی مدد و خدمت کرنے اور ماعون دینے، لوگوں کی تکلیف دُور کرنے اور انفاق کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ لیکن اس دائرے سے باہر اور بالاتر اُمور میں صرف خدا ہی سے سوال کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً کوئی آدمی کسی سے ایک ہزار روپے قرض مانگ سکتا ہے، لیکن اس کی یہ مانگ پوری بھی ہو جائے یا وہ چاہے کہ اُسے ایک ہزار روپیہ کسی نادیدہ حلال ذریعہ سے مل جائے یا اُن کے لیے کوئی ذریعہ حصول پیدا ہو جائے تو یہ ایسے اُمور ہیں جن کے لیے خدا ہی سے درخواست کی جاسکتی ہے۔ ظاہری ہر سعی کے ساتھ اس کی کامیابی کی دُعا تو اللہ تعالیٰ ہی سے کرنا لازم ہے، کیونکہ مساعی کو کامیاب بنانے اور کامیابی کے اسباب جمع کرنے والا اور کوئی ہے نہیں۔ (ترجمان القرآن) لہ ابراہیم: ۳۹۔